Vol.4 No.4 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

عارف عبدالمتین کا تنقیدی شعور

ARIF ABDUL MATIN'S CRITICAL CONSCIOUSNESS

شہباز انجم: پی ایچ ڈی سکالر (اُردو)؛ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

پروفیسر ڈاکٹر ارشد محمود ناشادؔ: شعبہ اردو؛ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

ABSTRACT

Professor Arif Abdul Mateen has rendered many services to Urdu literature. He is famous not only for his poetry but as a critic as well. In this article, Arif Abdul Mateen has been examined in the context of his critical views. In the book "Imkanaat" he expressed his view as a critic very candidly. The book "Imkanaat" has given him fame and respect as a critic which no other literary works have given to him. In 1944, his first essay as a critic was published in Urdu Journal "AI-HiIaI" published from Amratser. Arif Abdul Mateen can be considered as a progressive critic. He has always promoted progressive ideas in his criticism rather we should say that progressivism seems to flourish in his writings. Progressive movement supported the rights of proletariats, downtrodden, formers and labor classes. The focus of this movement was to create literary work for endorsement of equal rights for all express disdain against inequality. Arif Abdul Mateen's awareness as a critic is colossal and, he always focuses on importance of universal human reverence and respect. In his views, humanity and mankind has higher place in the world. He also believes, a man has inclination for the region where he lives. According to Arif Abdullah there are various aspects of criticism and they are different in nature. He treats these different genres of art in different ways. He has studied both classical and contemporary aspects of criticism. In his opinion, the most important thing in his critical aspect is the emancipation of individual.

(کلیدی الفاظ): امکانات، ادب برائے اصلاح، ترقی پسندیت، آزادی افکار، اسلام اور پاکستان، شاعری اور علامت نگاری، آفاقیت وانسانیت، اثر وتاثیر، فکر وخیال کی بلندی، مقصدیت، ترقی پسند نقاد۔

(Key Words): Possibilities, Reformative Literature, Progressiveness, Freedom of Thought, Islam and Pakistan, Symbolism in Poetry, Universality in Humanity, Impact and Effectiveness, Elevation in Thought and Philosophy, Objectiveness, Progressive critic.

عارف عبدالمتین یکم مارچ 1923 کو امرتسر میں پیدا ہوئے۔ آپ کے نام کے دو حصے ہیں۔ "عارف" اور "عبدالمتین" عارف ان کے والد خواجہ عبدالحمید نے اور عبدالمتین ان کے نانا خواجہ غلام محمد نے رکھا۔ عارف عبدالمتین کا گھرانہ کشمیر سے تعلق رکھتا تھا۔ پاکستان بننے سے پہلے آپ کا خاندان امرتسر (بھارت) میں قیام پذیر تھا 1947 کے بعد آپ کا خاندان ہجرت کر کے پاکستان آگیا۔ اسی تناظر میں رفعت حمید لکھتی ہیں:

> **"مگر 1947 کے فسادات کے باعث جب مسلمانوں کے لیئے وہاں رہنا مشکل ہوگیا تو یہ خاندان امرتسر سے ہجرت کر کے پاکستان آگیا اور لاہور میں آکر مقیم ہوا۔"(1)**

عارف عبدالمتین کی اردو ادب میں بے شمار خدمات ہیں۔ مگر ان میں نمایاں طور پر بطور شاعر و نقاد سرِ فہرست ہیں۔ آپ نے اپنی بیش بہا تخلیقات کے ذریعے تشنگان شعر و ادب کی ذہنی و فکری آبیاری کی۔ آپ وسیع المطالعہ، مشرقی و مغربی علوم و فنون پر گہری نگاہ رکھنے والے، معمارِ ادب اور مفلوک الحال طبقہ کے چہروں پر لکھی ہوئی بے بسی و بے چارگی کی تحریروں کو پڑھنے والے، نہایت ہی مہربان اور مرنجاں مرنج

Vol.4 No.4 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

تھے۔ چنانچہ تنقید کے تناظر میں جب ہم ان کے افکار و نظریات کا جائزہ لیتے ہیں تو ان کی خوبصورت تصنیف "امکانات" سے ہمیں ان کے تنقیدی شعور کے متعلق رہنمائی ملتی ہے۔اسی تناظر میں لبنیٰ نثار یوں رقمطراز ہیں:

"تنقید کے ضمن میں عارف عبدالمتین کی سب سے اہم کتاب "امکانات" ہے۔ جو 1975 میں منظرِ عام پر آئی۔اسے ٹیکنکل پبلشرز لاہور نے شائع کیا۔اس کتاب کو بنیادی طور پر تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔(نظریات، اطلاقات اور مصاحبے) اس کتاب سے آپ کے نظریات کھل کر سامنے آتے ہیں۔"(2)

"امکانات" کے علاوہ عارف عبدالمتین کی دیگر تصانیف جن میں "آتشِ سیال" (قطعات و رباعیات) پر مشتمل ہے۔ "دریچے اور صحرا" فردیات پر مشتمل ہے۔ان کے علاوہ "بے مثال" موج در موج" دھوپ کی چادر" حرفِ دعا" شہرِ بے ساعت "چراغ کا گھاو" اور "لا محدود شامل ہیں۔

عارف عبدالمتین کے جب ہم تنقیدی شعور کا جائزہ لیتے ہیں تو اس حوالے سے آپ کی شہرہ آفاق تصنیف "امکانات" کے مطالعہ کے ذریعے ہی ہم ان کے تنقیدی شعور و تفکرات سے پوری طرح آگہی حاصل کر سکتے ہیں۔ ہمیں یہ بھی لازمی طے کرنا ہو گا کہ تنقید کسے کہا جاتا ہے اور نقاد کا منصب کیا ہے؟ اسی تناظر میں معروف مغربی نقاد فلابیر کہتا ہے:

"تنقید ادب کا کوڑھ ہے "ٹینی سن کہتا ہے کہ: "تنقید گیسوئے ادب کی جوں ہے"۔ چیخوف نے کہا کہ: "تنقید ایسی مکھی ہے جو گھوڑے کو ہل چلانے سے روکتی ہے "ایمرسن نے کہا کہ: "جو ادب تخلیق کرنے میں ناکام رہتا ہے تو وہ دل کی بھڑاس نکالنے کے لیے تنقید نگار بن بیٹھتا ہے"

اگر یوں کہہ دیا جائے تو مبالغہ نہیں ہو گا کہ تنقید کا کام اپنے دور کے نظامِ خیال کی تشکیلِ نو کرنا ہے۔ نقاد کا بنیادی منصب و مقصد یہ ہے کہ وہ غیر جانب دارانہ طریقے سے کسی بھی فن پارے کی خوبیاں اور خامیاں، کھرے اور کھوٹے سچ کو جھوٹ سے الگ کر دے۔اور تنقید ہی وہ واحد پیمانہ ہے کہ جس کے ذریعے ادب پاروں کو پرکھا جا سکتا ہے۔بقول آل احمد سرور:

"تنقید کا کام فیصلہ ہے۔ تنقید دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کر دیتی ہے۔ تنقید وضاحت ہے، تنقید تجزیہ ہے، تنقید قدریں متعین کرتی ہے، ادب اور زندگی کو ایک پیمانہ دیتی ہے"(3)

تنقید ایک ایسی کسوٹی ہے جس سے ادب پارے کے معیار کا پتہ چلتا ہے۔اردو تنقید کے اہم ناقدین میں ڈاکٹر سید عبداللہ، ڈاکٹر عبارت، بریلوی، سید وقار عظیم ن، یاز فتح پوری مجنوں گور کھپوری اور عارف عبدالمتین جیسی ادب نواز ہستیوں کے نام شامل ہیں چنانچہ لبنیٰ ثنا عارف عبدالمتین کے تنقیدی رجحانات کے بارے یوں کہتی ہیں:

"عارف عبدالمتین بنیادی طور پر ترقی پسند تحریک سے وابستہ تھے آپ اپنی ادبی زندگی کے آغاز میں اختر حسین رائے پوری، فیض احمد فیض، اور دیگر ترقی پسند ادیبوں سے متاثر ہوئے عارف عبدالمتین کے نظریات کی تشکیل میں اختر حیسن رائے پوری کا بڑا ہاتھ ہے۔ عارف عبدالمتین کی ابتدائی تحریروں اشتراکیت، مارکسزم اور جدلیت کے اثرات لیئے ہوئے وہ ایک ترقی پسند نظر آتے ہیں"(4)

عارف عبدالمتین کو تنقیدی حوالے سے دیکھا جائے تو آپ نے بہت سے تنقیدی مضامین بھی لکھے ہیں۔ جن کی وجہ سے آپ کا شمار ممتاز ناقدین ادب میں ہوتا ہے۔ آپ کے ناقدانہ خیالات و نظریات تک رسائی آپ کی تصنیف "امکانات" کے منصہ شہود پر آنے سے ہوئی۔ 1944 میں "الہلال" شمارے میں جو مضمون شائع ہوا وہ ان کی اولین تنقیدی کاوش قرار دی جا سکتی ہے۔اس مضمون کا موضوع رجعت اور ترقی پسند ادب کی کشائش تھا۔ مضمون "رجعت اور ترقی پسند ادب کی کشائش" سے درج ذیل اقتباس ملاحظہ ہو:

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

"ادب برائے ادب یا ادب برائے زندگی آج سے کچھ عرصہ پہلے ہماری ہر بزم شعر و ادب میں اشتراکیت موضوع بحث کی حیثیت رکھتا تھا۔۔۔۔ ہمارے ادبی حلقوں کے دو اہم حصوں میں تقسیم ہو چکے ہیں۔ایک رجعت پسند ادب سے مراد ایسی تحریریں ہیں ،جن کی موجودہ زندگی کی عکاسی کی بجائے منہدم شدہ زندگی اور اس کے جمود گرفتہ ادب کی نمود بدرجہ اتم موجود ہو۔ رجعت پسند ادیب کے پیش نظر کسی ادب کو پرکھنے کے لیے فقط صناعی اور حکمت ہی بہترین معیار تنقید ہے۔ ترقی پسندیت کے حامی ادیب کو اس قدر بلند درجہ عطا نہیں کرتے کہ وہ سماجی اور اقتصادی مسائل کے تعلق سے بالکل بے نیاز ہو جائے۔ بلکہ ان کے نزدیک ادیب کا ان مسائل کی اصلاح میں حصہ لینا کسی حد تک نہایت ضروری ہے"۔(5)

عارف عبدالمتین کو ہم ترقی پسند نقادوں میں شمار کر سکتے ہیں۔آپ نے اپنے تنقیدی نظریات میں ہمیشہ ترقی پسندانہ سوچ کو فروغ دیا ہے۔ ترقی پسندی ان کے ہاں نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔ یہ وہ تحریک تھی جس میں مزدور طبقہ اور غریبوں کے حقوق کی بات کی گئی۔ ترقی پسندی ایک ایسی تحریک تھی جس میں ایسا ادب تخلیق کرنے پر زور دیا گیا کہ جس کے ذریعے تمام لوگوں کو مساوی حقوق دیے جاسکیں اور کسی کے حقوق کی پامالی نہ ہو۔ ترقی پسند تحریک کی حمایت میں عارف عبدالمتین لکھتے ہیں:

1935۔ 36 میں جب ہندوستان میں انجمن ترقی پسند مصنفین کا سنگ بنیاد رکھا گیا تو اس بات کا اعلان کیا کہ ہر ادیب ایک سماجی وحدت ہے لہذا اس کا سماج سے رشتہ ناگزیر ہے۔۔۔۔ وہ قدم قدم پر برطانوی استعمار پسند سے الجھنے اور اپنے ملک کو سالہا سال کی نکبت سے چھٹکارا دلانے کے لیے سینہ سپر ہو گئے"۔(6)

اردو ادب میں بہت سے ادباء نے ترقی پسند تحریک کی حمایت کی ہے۔ ترقی پسند تحریک ایک ایسی تحریک تھی جو آفاقیت پر مبنی تھی۔اس میں ایسا ادب تخلیق کیا گیا جس میں تمام لوگوں کو مساویانہ حقوق دیئے جائیں۔اسی تناظر میں عزیز احمد نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف "ترقی پسند ادب "میں اشتراکیت پر روشنی ڈالتے نظر آتے ہیں:

"اردو ادب کی وہ جدید تحریک جو ترقی پسندی کے نام سے موسوم ہے، دراصل دو عناصر ترکیبی سے بنی ہے۔ دو دھارے ہیں جو اس میں مل کر بہتے ہیں۔ لیکن ان کا تجزیہ سے آسانی ممکن ہے۔ کیونکہ ابھی تک وہ آپس میں بالکل مل جل کر، بالکل خلط ملط ہو کر ایک نہیں بننے پائے، ان دو دھاروں میں سے ایک حقیقت نگاری ہے، اور دوسری انقلابی تحریک۔ یہاں یہ کہا جائے کہ ان میں سے پہلا دھارا اسلوب ہے اور دوسرا موضوع یا نفس مضمون"۔(7)

عارف عبدالمتین اردو زبان کے ان ممتاز ادباء میں سے ہیں۔ جن کا نام اردو ادب میں بہت عزت واحترام سے لیا جاتا ہے۔آپ ترقی پسند شاعر کی حیثیت سے نمایاں ہیں۔ عارف عبدالمتین نے ہمیشہ مارکسزم خیالات کا پرچار کیا ہے۔آپ کو ترقی پسند نقاد کہا جائے تو زیادہ موزوں ہے ۔ چنانچہ عرش صدیقی اسی تناظر میں اپنے خیالات کا یوں اظہار کرتے ہیں:

" عارف عبدالمتین اردو زبان کے ان چند ممتاز ترین ادباء میں سے ہیں۔ جن کی عظمت واہمیت نہ صرف ان کے شاعرانہ بلکہ ناقدانہ صلاحیتوں اور کارناموں پر بھی قائم ہے۔اس میں شک نہیں کہ لوگ عارف سے ایک ترقی پسند شاعر کی حیثیت سے زیادہ متعارف ہیں۔ لیکن وہ لوگ جو انہیں دیر سے جانتے ہیں اور جنہیں ان کے قریب بیٹھنے شروع ہی سے ان کی تحریریں اور تقریروں سے مستفیض ہونے اور تنقیدی محفلوں میں جانے کا اتفاق ہے۔ جن میں عارف شرکت کرتے رہے ہیں۔ وہ ان کی ناقدانہ صلاحیتوں اور اصابت رائے کے روز ازل سے معترف ہیں"۔(8)

عارف عبدالمتین اپنے تنقیدی رویے میں فرد کی صلاحیتوں کو پنپنے کی ترغیب دیتے ہیں۔آپ کسی قسم کی پابندیوں کو قبول نہیں کرتے۔ان کے اگر پابندیاں لگا بھی دی جائی تو وہ صرف اخلاقی پابندیاں ہو سکتی ہیں۔ عارف عبدالمتین انفرادی حوالے سے انسان کو آزاد خیال تصور کرتے ہیں

Vol.4 No.4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

۔آپ چاہتے ہیں کہ ہمیشہ معاشرے میں آزاد خیالی رہے۔آزاد خیالی سے ہر گز مراد یہ نہیں کہ تخریب کاری کی جائے بلکہ عارف عبدالمتین کے ہاں آزاد خیالی کا مطلب انسانی صلاحیتوں میں قوت اور طاقت پیدا کرنا اور معاشرے میں پھر ان کا مثبت استعمال ہے۔آزاد خیالی سے مراد انسان کی صلاحیتوں کو جس سے ترقی ملے۔اپنے ایک مضمون میں عارف عبدالمتین روایت اور انفرادی صلاحیت میں لکھتے ہیں:

"انفرادیت کی نشوو نما پر ایک بہت بڑی شرط عائد ہوتی ہے۔اس شرط کو آزاد معاشرے کا نام دیا جا سکتا ہے۔کوئی انفرادیت اس وقت نہیں پنپ سکتی جب تک اس کے ارد گرد استوار کردہ تمام دیواروں کو مسمار نہیں کر دیا جاتا۔ایک پابند معاشرے میں انفردیت کا دم گھٹ جاتا ہے"۔(9)

عارف عبدالمتین نے درج بالا مضمون میں شخص کے ان رویوں کی عکاسی کی ہے جس میں جس میں انسان کو آزادی دی جائے۔آپ کے نزدیک انفرادیت یہ ہے معاشرے میں انسان کو آزاد ہونا چاہیے تاکہ اس کی صلاحیتیں عروج پر جائیں اور صحیح معنوں میں پروان چڑھ سکیں ۔اس مضمون کو بغور پڑھا جائے تو یہ عارف عبدالمتین کی تنقیدی فکر کو اجاگر کرتے ہیں کہ وہ معاشرے میں کس طرح ایک انسان کو آزاد زندگی بسر کرنی چاہیے۔عارف عبدالمتین اپنی تنقید میں انسانی نفسیاتی رویوں کو بہت اہمیت دیتے ہیں۔آپ کے نزدیک جدید نفسیات کی رو سے کسی شخص کے تمام ذہنی اور جسمانی خصوصیات کے اجماع سے رونما ہونے والی وحدت کو اس کی شخصیت کہتے ہیں۔عارف عبدالمتین کے ہاں انفرادیت ہی وہ واحد چیز ہے جو ایک شخص اور صلاحیتوں کو بلند مقام عطا کرتی ہے۔آپ اسی تناظر میں اپنے خیالات کا یوں اظہار کرتے ہیں:

"میری ذاتی رائے میں اس وحدت کی بدولت کسی شخصیت کے اندر دوسری تمام شخصیتوں کے مقابلہ میں جو اختلاف رونما ہو جاتا ہے اور جو اس کو ان سب سے ممیز کرتا ہے اسے ہم انفرادیت کا نام دے سکتے ہیں"۔(10)

عارف عبدالمتین مذہب پرست نہیں تھے بلکہ آپ مذہبِ اسلام کے سچے پیروکار تھے۔دین آپ کے نزدیک جزوِ لاینفک کی حیثیت رکھتا ہے۔آپ کی تنقیدی تحریروں میں مذہبی رنگ کو پسند کیا گیا ہے۔عارف عبدالمتین نے ایسی تحریروں کو بہت اہمیت دیتے ہیں جس میں مذہبِ اسلام کے فلاحی پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہو۔ایسی تحریریں جس میں اسلامی نقطہ نظر سے کوئی آفاقی پہلو نکالا گیا ہو،آپ ایسی تحریروں کو دل وجان سے سراہتے ہیں۔عارف عبدالمتین نے پروفیسر عثمان کی تصنیف "اسلام اور پاکستان" پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"رمز شناس سیاست و معاشیات کے طور پر انہوں نے قرآن،حدیث اور اسلامی تاریخ کے حوالے سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔اگر ہم اسلام کے حوالے سے اپنے وطن عزیز میں جمہوری اشتراکی انقلاب برپا کرنے میں ناکام رہے اور یہ انقلاب وقت کے ناگزیر تقاضے کے طور پر کسی بھی حوالے سے برپا ہوا،تو یہ اسلام کے نام لیواوں کے لیے انتہائی خطرناک نتائج کا موجب ہو گا ہمیں ان کے خیالات سے سو فیصد اتفاق ہے"۔(11)

عارف عبدالمتین کی شاعری پر جو تنقید ہے وہ بہت موثر اور جاندار ہے۔آپ نے شاعری پر خوبصورت اور فکر انگیز تنقید کی ہے۔عارف عبدالمتین شاعری میں علامت نگاری کو بہت اہمیت دیتے ہیں۔شاعری میں علامت نگاری کے حوالے سے آپ اعجاز فاروقی کی شاعری کو بہت پسند کرتے ہیں۔آپ کے نزدیک اعجاز فاروقی کی شاعری میں علامت نگاری کے ساتھ ساتھ فکر اور جمالیاتی پہلو بھی پایا جاتا ہے۔عارف عبدالمتین لکھتے ہیں کہ اعجاز فاروقی کا کلام سنجیدہ طبقوں میں قدرو منزلت سے بڑھ جاتا ہے۔اسی تناظر میں آپ لکھتے ہیں:

"اعجاز فاروقی ایک علامت پسند شاعر ہیں اور ان کا کلام سنجیدہ طبقوں میں بڑی قدرو منزلت سے پڑھا جاتا ہے کیونکہ اس کی علامت پسندی شوقِ محض کا نتیجہ نہیں بلکہ فکر وجذبہ کے متنوع اور اچھوتے پہلوؤں کی ایمائی ترسیل کے جمالیاتی مطالبہ کی حیثیت رکھتی ہے"۔(12)

Vol.4 No.4 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

عارف عبدالمتین شاعری میں علامت نگاری کو بہت اہمیت دیتے ہیں۔آپ کے نزدیک شاعری میں علامت نگاری کا استعمال شاعری کو خوبصورت بنادیتا ہے۔عارف عبدالمتین کے مطابق یہ تمام صورت حال شاعر کے ذہن کا مرہون منت ہے۔ تخلیق شعر کے وقت شاعر پر ایک وجدنی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔عارف عبدالمتین شاعری میں علامت نگاری کے مسلہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"شاعر دوسروں تک اس کیفیت کی ترسیل جذباتی اور حسیاتی سانچوں کے ذریعے کرتا ہے اور سائنسدان استدلال وادراک کو اپنا وسیلہ اظہار بناتا ہے۔شاعر ابلاغ کے سلسلے میں تجرید سے تجسیم کی طرف آتا ہے اور سائنسدان تجسیم سے تجرید کی جانب اور ظاہر ہے کہ یہ فرق محض اضافی ہے، مطلق نہیں لہذا اس کی موجودگی میں شعراء کو الہام آشنا قرار دینا اپنے آپ کو ایک انتہائی خطرناک قسم کے مغالطے کا شکار کرنا ہے"۔(13)

شاعری میں علامت نگاری کے مسلے پر بصیرت افروز روشنی ڈالنے اور اس کی روح تک مکمل رسائی حاصل کرنے کے لیے ہمیں سب سے پہلے شاعر کے سیاسی سماجی اور اقتصادی حالات کو پیشِ نظر رکھنا ہوگا، یہ اس تخلیقی عمل کا نام ہے جو ایک شاعر کے ذہن کا مرہون منت ہے اور شاعر اس شخص کو کہتے ہیں جو شعر سازی پر قدرت رکھتا ہو۔

عارف عبدالمتین نے شاعری پر تنقید کرتے ہوئے ہمارے قومی شاعر علامہ محمد اقبال کے کلام کو بھی تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔علامہ اقبال کی طویل نظموں پر بھی طائرانہ نظر ڈالی ہے۔آپ ایک ترقی پسند نقاد تھے۔آپ نے ہمیشہ ترقی پسند نظریات کا پرچار کیا ہے۔آپ نے علامہ محمد اقبال کی نظم مسجد قرطبہؒ کا گہرائی اور گیرائی سے مطالعہ کیا ہے۔عارف عبدالمتین نے مسجد قرطبہ پر تنقید کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"مسجد قرطبہ کا وزن اور ارکان مفتعلن، فاعلن، مفتعلن، فاعلن یا فاعلات ہیں۔یہ ترکیب بند ہیت کے ایسے آٹھ بندوں پر مشتمل ہیں۔اس التزام نے مسجد قرطبہ میں ایک خاص طرح کا صوتی آہنگ اور کلاسیک رکھ رکھاو پیدا کر دیا ہے"۔(14)

ہر چیز کا کوئی نہ کوئی سبب ہوتا ہے۔ہر واقعے کا کوئی نہ کوئی پس منظر ہوتا ہے۔شاعری ایک ایسا عمل ہے جس میں آمد اور آورد دونوں عوامل کارفرما ہوتے ہیں۔ہر فن پارے س کا محرک ضرور ہوتا ہے۔اس میں نفسیاتی، معاشی، معاشرتی، سیاسی اور سماجی تمام عوامل کی آمیزش سے کسی طور انکار نہیں کیا جا سکتا۔

عارف عبدالمتین کا تنقیدی شعور بہت گہرا ہے۔آپ تنقید میں آفاقی جذبے سے سرشار ہو کر بنیادی انسانی قدروں کے تحفظ پر زور دیتے ہیں ۔آپ کے ہاں انسانیت یا آدمیت کو ایک بلند مقام حاصل ہے۔آپ کے نزدیک انسان جس خطے میں رہتا ہے وہ اس علاقے کو بھی پسند کرتا ہے۔آپ اسی حوالے سے عطاالحق کی تصانیف **"شوقِ آوارگی"** پر تنقید کرتے نظر آتے ہیں۔شوقِ آوارگی اردو سفر نامے کی روایت میں ایک اہم سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔اس سفر نامے میں وطن پرستی کے جذبے کا اظہار کیا گیا ہے۔عارف عبدالمتین کے مطابق عطاالحق قاسمی اخوت کے عالمگیر علمبردار ہیں اور وطن پرست ہیں۔اسی تناظر میں عارف عبدالمتین لکھتے ہیں۔

"عطاالحق قاسمی کا یہ بین الاقومی انداز نظر اس کے قومی طرز فکر سے پوری طرح ہم آہنگ ہے۔ہر مرحلے پر اس کے مفادات کا تحفظ کرتا ہے اور اس کے بعد کے امیج کے تقدس کی نگہداری کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتا تھا"۔(15)

عارف عبدالمتین ایک وسیع المطالعہ شخص تھے۔آپ نے ادب کو زندگی کا ترجمان اور بنیادی انسانی قدروں کا نگہبان و محافظ قرار دیا۔ یقیناً ادب زندگی کی تعبیر نو اور تنقیدِ حیات سے عبارت ہے، ادب جذبات کی دل آویز موسیقی احساسات کی حسین مصوری اور تخیل کا رقصِ دلفریب ہے یہ جنت نگاہ بھی ہے اور فردوس گوش بھی، اس کا اثر دل ودماغ دونوں پر ہوتا ہے، یہ حواس کے تاروں کو چھیڑتا ہے اور روح پر سرخوشی بن کر چھا جاتا ہے۔یہ جذب وشوق کی ایک لغزشِ مستانہ ہے، یہ عقل وشعور کا ایک حسین ارتعاش ہے۔یہ حسن وجمال کی دل موہ لینے والی اور لطیف تھرتھراہٹ ہے، ادب کسی ملک وقوم کی تہذیبی روایات کا آئینہ دار ہوتا ہے، ادب ماورائی اور رجعتی افکار کا ترجمان نہیں ہوتا۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

ادب زندگی اور اس کے حقائق کا ترجمان ہوتا ہے جو افراد معاشرہ کی ذہنی و فکری تہذیب و شائستگی ،احساساتی و جذباتی سطح پر مثبت و تعمیری مسرت بہم پہنچانے کا ذریعہ بنتا ہے،ادب فرد میں شعوری ولاشعوری طور پر تبدیلی لاتا ہے اور سماج میں انقلاب لانے کا ذریعہ بنتا ہے،ایسا حسین انقلاب جو احترام انسانیت، باہمی ہمدردی اور عدل وانصاف کی اعلی انسانی قدروں سے مزین ہوتا ہے.

اسی طرح عارف نے تنقید کو ہمیشہ غیر جانبداری سے دیکھا۔آپ نے ہمیشہ مارکسی تنقید کے مروجہ اصولوں کو پیشِ نظر رکھا ہے۔آپ نے مختلف شعراءوادباء کے کام پر تنقیدی نگاہ ڈالی ہے۔آپ نے بذل حق محمود کی ترجمہ شدہ کتاب "سگِ آوارہ" پر ایک نظرؒ ڈالی ہے۔آزادی خیال کا مسئلہ عارف عبدالمتین کے ہاں واضح طور پر نظر آتا ہے۔آپ شخصی آزادی کے قائل تھے۔عارف عبدالمتین آزادی خیال کے سلسلے میں تقریر وتحریر دونوں کو اہمیت دیتے ہیں۔عارف عبدالمتین کے مطابق جب انسان لکھنے کے فن سے آگاہ نہیں تھا اس وقت تو یہ آزادی صرف زبان وبیان کی حد تک محدود تھی۔جوں جوں دنیا ترقی کرتی گئی تو انسان لکھنے کے فن سے آگاہ ہوتا گیا۔اسی تناظر میں آپ لکھتے ہیں :

"جب تک انسان نے لکھنے کے فن سے آگاہی حاصل نہیں کی تھی۔یہ آزادی صرف تقریر تک محدود تھی، لیکن جب سے انسان نے اپنے خیالات کو پتھروں، جانوروں کی کھال، درختوں یا صفحہ قرطاس سے کی زینت بنانے پر قادر ہو گیا اس کی تحریر میں آزادی کا عنصر بھی در آیا ہے۔۔۔ تو گویا ہم آزادی خیال کو آزادی تقریر وتحریر کے نام سے بھی موسوم کر سکتے ہیں"۔

شخصی آزادی عارف عبدالمتین کی تنقید کا بنیادی محور ہے۔آپ نے اپنی تنقید میں فرد کی رائے کو بہت اہمیت دی ہے۔آزادی خیال آپ کے مطابق فکر کو بلندیوں پر لے جاتی ہے۔انسانی تجربات ومشاہدات ایک فن پارے میں اثر وتاثیر پیدا کر دیتے ہیں۔اسی حوالے عارف عبدالمتین رقمطراز ہیں:

"شخصی آزادی کے سلسلے میں آزادی خیال کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔جس سے مراد یہ ہے کہ ہر شہری کو اپنے تجربات ومشاہدات میں خلوص کے ساتھ غور فکر کرنے کے نتائج کو بے باکانہ انداز میں دوسروں کے سامنے پیش کرنے کی اجازت ہو"۔(16)

عارف عبدالمتین کے تنقیدی خیال کے مطابق فرد کی شخصیت کی تکمیل اسی صورت میں بہتر ہو سکتی ہے جب انسان کو فکر وخیال کی آزادی ہو ۔انسان کے لیے ایسے حالات پیدا کر دیے جائیں جس سے اس کی فکر پروان چڑھے اور آزادی خیال کی نشوونما ہو۔عارف عبدالمتین کے مطابق آزادی خیال ہی فرد کی شخصیت کو مکمل کر سکتی ہے۔اس تناظر میں آپ اپنی کتاب "امکانات" میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ظاہر ہے کہ اس آزادی کے بغیر نہ تو کسی فرد کی شخصیت تکمیل کے سانچے میں ڈھل سکتی ہے اور نہ اس کی ذاتی زندگی خود مختار اکائی کا روپ دھار سکتی ہے۔لہذا ہر ریاست کا یہ اولین فرض ہے کہ وہ ایسے حالات پیدا کرے جن میں تمام باشندوں کو اس نعمت غیر مترقبہ سے مستفید ہونے کے یکساں موقع میسر آسکیں"۔(17)

عارف عبدالمتین کی تنقید میں مختلف نوعیت کے انداز فکر پائے جاتے ہیں۔کبھی تو آپ مذہبی نقطہ نظر کو اہم سمجھتے ہیں۔کبھی آپ نظامِ سیاست پر طنز کرتے نظر آتے ہیں۔عارف عبدالمتین کے ہاں تنقید کے متنوع پہلو ہیں۔آپ کے ہاں تنقیدی رویے مختلف رنگ لیے ہوئے ہیں۔آپ بیک وقت ایک فن پارے کو مختلف زاویوں اور رویوں سے دیکھتے ہیں ۔آپ نے کلاسیکی اور جدید دونوں رویوں پر کماحقہ عبور حاصل کیا ہے۔آپ کے تنقیدی پہلو میں جو واضح رویہ ہے وہ فرد کی آزادی ہے۔فرد کی آزادی کے آپ نے تین اختلافات کا تذکرہ بھی کیا ہے۔اسی تناظر میں عارف عبدالمتین اپنی شہرہ آفاق کتاب میں لکھتے ہیں:

"افراد کی آزادی خیال پر بالعموم تین اہم اختلاف کے حوالے سے شدید ترین حملے ہوتے ہیں، ہو رہے اور نہ جانے کب تک ہوتے رہے گے۔اول مذہبی نقطہ نظر کے اختلاف، دوم سیاسی انداز فکر کا اختلاف اور سوم اخلاقی زاویہ نگاہ کا اختلاف"۔(18)

Vol.4 No.4 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

عارف عبدالمتین کی تنقید کا ایک اور پہلو ادب میں مقصدیت تلاش کرنا ہے۔آپ کے نزدیک فن پارے کا سب سے بڑا مقصد، مقصدیت ہونا چاہیے۔اس حوالے سے آپ رقمطراز ہیں:

"ادب کے تصور کی اس وضاحت نے میرے لیے اس حقیقت میں روشنی ڈالنے میں آسانی پیدا کر دی ہے کہ ادب اور مقصد کا روزِ ازل ہی سے چولی دامن ساتھ ہے"۔(19)

الختصر یہ کہ عارف المتین کا تنقیدی شعور بہت وسیع ہے۔آپ کے تنقیدی رویوں میں مختلف عناصر پائے جاتے ہیں جو آپ کی انفرادیت کی دلیل ہیں۔عارف عبدالمتین کے تنقیدی شعور میں وقت کیا ہے؟آزادی خیال کا مسلہ،ادب اور مقصدیت،شاعری میں علامتوں کا مسئلہ وغیرہ اہم تنقیدی رویے پائے جاتے ہیں۔اس کے علاوہ آپ نے ادب میں حب الوطنی کو ایک اہم چیز گردانا ہے۔عارف عبدالمتین کا شمار اہم ناقدین ادب میں ہوتا ہے۔تنقید کی روایت میں آپ کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا اور آپ کے تنقیدی فن کی شہرت کبھی کم نہ ہو گی۔

حوالہ جات:

1۔رفعت حمید:"عارف عبدالمتین بطور نقاد"؛غیر مطبوعہ؛ مقالہ برائے ایم۔فل اردو؛مملوکہ؛پنجاب یونی ورسٹی؛لاہور؛1990؛ص2۔

2۔لبنی نثار:"عارف عبدالمتین کی ادبی خدمات"؛غیر مطبوعہ؛مقالہ برائے ایم فل اردو؛علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی؛2003؛ص3۔

3۔آل احمد سرور،پروفیسر:تنقید کیا ہے؛مطبوعہ؛مکتبہ جامعہ؛دہلی؛1990؛ص15۔

4۔لبنی نثار:"عارف عبدالمتین کی ادبی خدمات"؛غیر مطبوعہ؛مقالہ برائے ایم فل اردو؛مملوکہ؛علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی؛اسلام آباد؛2003؛ص93۔

5۔"رجعت اور ترقی پسند ادب کی کشاکش"؛مشمولہ؛سالنامہ؛"الہلال"؛جلد نمبر10؛فروری؛1944؛ص21۔

6۔احمد ندیم قاسمی؛مدیر:"سویرا"؛لاہور؛شمارہ8؛ص140۔

7۔عزیز احمد:ترقی پسند ادب؛مطبوعہ؛کاروانِ ادب؛ملتان؛1993؛ص7۔

8۔عارف عبدالمتین:"امکانات"؛مطبوعہ؛ٹیکنکل پبلشرز؛اردو بازار؛لاہور؛1975؛ص9۔

9۔احمد ندیم قاسمی؛مدیر:"سویرا"؛لاہور؛شمارہ8؛ص140۔

10۔"تحریریں":لاہور؛جلد6؛شمارہ11؛اکتوبر1971؛ص22۔

11۔"تحریریں":لاہور؛جلد9؛شمارہ11،12؛نومبر،دسمبر1979؛ص9۔

12۔رسالہ "قرطاس":گوجرانوالہ؛فروری،مارچ؛1979؛ص32۔

13۔عارف عبدالمتین:"امکانات"؛ٹیکنکل پبلشرز؛اردو بازار؛لاہور؛ص115۔

14۔رسالہ "قرطاس":گوجرانوالہ؛فروری،مارچ؛1979؛ص32۔

15۔"شوقِ آوارگی اردو سفر نامے میں ایک نیا موڑ":مشمولہ؛ماہنامہ "فنون"؛لاہور؛جلد16؛شمارہ12؛جولائی،اگست؛1976؛ص177۔

16۔عارف عبدالمتین:"امکانات"؛ٹیکنکل پبلشرز؛اردو بازار؛لاہور؛ص44

17۔ایضاص:48

18۔ایضاص:50

19۔ایضاص:52